

قربانی

کے فضائل و مسائل

تالیف

مُفتی احمد مُمتاز

خلیفۂ مُجاز

عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

تلمیذ رشید

حضرت اقدس مولانا مفتی رشید احمد لدھیانوی رحمہ اللہ تعالیٰ

ناشر

جامعہ خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم

مدنی کالونی، گریکس ماری پور، ہاکس بے روڈ، کراچی

موبائل: 0333-2226051

فہرست

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عشرہ ذی الحجہ کی فضیلت

اس عشرہ کی فضیلت قرآن وحدیث سے ثابت ہے۔

قرآنِ کریم میں سورۃ الفجر کی آیت ''وَلَیَال عَشْر'' (اوردس راتوں کی قسم) سے امام قرطبی اورکئی دوسرے مفسرین حضرات M نے ذی الحجہ کی دس راتوں کومراد لیا ہے۔

حضرت ابن عباس r سے روایت ہے کہ رسول اللہ s نے ارشادفرمایا کہ : کوئی دن ایسانہیں ہے کہ جس میں نیک عمل اللہ تعالیٰ کے یہاں ان دس (ذی الحجہ کے) دنوں کے نیک عمل سے زیادہ محبوب اور پسندیدہ ہو،صحابہ نے عرض کیایارسول اللہ! کیا جہاد فی سبیل اللہ سے بھی بڑھ کر ہے؟ فرمایا: جہاد فی سبیل اللہ سے بھی بڑھ کر ہے۔ہاں !وہ شخص جواپنی جان اور مال لے کر اللہ تعالیٰ کی راہ میں نکلا پھران میں سے کوئی چیز بھی واپس لے کر نہ آیا (یعنی سب کچھ اللہ تعالیٰ کے راستہ میں نثار کردیا تو یہ ان دنوں کے نیک عمل سے بھی بڑھ کر ہے)۔

(بخاری،مشکوۃ ۱۲۷،ط:قدیمی،تفسیرابن کثیر۴/ ۵۰۵،ط:قدیمی)

سئل رسول الله s عن صوم يوم عرفة قال: يكفر السنة الماضية والباقية.(مسلم ۱/ ۳۶۸،ط:قديمی)

رسول اللہ s سے عرفہ (۹/ ذی الحجہ) کے روزے کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ s نے فرمایا (۹/ ذی الحجہ کا روزہ رکھنا) ایک سال گزشتہ اورایک سال آئندہ کے گناہوں کا کفارہ ہے۔

عن ام سلمة رضى الله تعالىٰ عنها:ان النبى s قال : اذا رأيتم هلال ذى الحجة واراد احدكم ان يضحى فليمسك عن شعره واظفاره.

(مسلم ۲/ ۱۶۰،ط:قديمی)

حضرت ام سلمہ R سے مروی ہے کہ نبی کریم s نے فرمایا: جب ذی الحجہ کا چاند نظر آئے (یعنی ذی الحجہ کا مہینہ شروع ہو جائے) اورتم میں سے کسی کا قربانی کرنے کا ارادہ ہوتو وہ جسم کے کسی حصے کے بال اورناخن نہ کاٹے۔

مسئلہ : قربانی کرنے والے کے لیے مستحب ہے کہ ذی الحجہ کا چاند نظر آنے کے بعد قربانی کرنے تک اپنے ناخن نہ کاٹے اورسر،بغل اورناف کے نیچے بلکہ بدن کے کسی حصے کے بال بھی نہ کاٹے،لیکن ایسا کرنا مستحب ہے ضروری نہیں۔

(ملخصاً احسن الفتاویٰ ۷/ ۴۹۷، ط:سعید)

قربانی کی اہمیت

قربانی قدیم ترین شعائرِ دین میں سے ہے اللہ تعالیٰ نے ہرامت کے لیےاس عملِ قربانی کو اپنے تقرب کا ذریعہ بنایا، جیسے باری تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَلِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكاً .[الحج : ۳۴]

اورہم نے ہرامت کے لیےقربانی کے عمل کوعبادت بنایا۔

بہرحال قربانی اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل کرنے کے لیےایک بہترین عمل ہے،اس کا ثبوت قرآنِ مجید کےقطعی دلائل،احادیثِ متواترہ اورامت مسلمہ کے مسلسل عملی تواتر سے ہے۔

(اعلاءالسنن ۱۷/ ۲۸۲،ط: ادارۃ القرآن)

قرآن وحدیث اورقربانی

فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ [الکوثر:۲] سوآپ نماز(عید) پڑھیےاورقربانی کیجیے۔

رئیس المفسرین حضرت ابن عباس،حسن بصری،مجاہد اورعکرمہ تابعی p فرماتے ہیں کہ:ای فاذبح یوم النحر کہ آپ عید کے دن قربانی کیجیے۔

(سنن کبریٰ بحوالہ رسائل)

حافظ ابن کثیر ا نے بھی ''وانحر'' سے اونٹ وغیرہ کی قربانی مراد لی ہے اور

اس تفسیر کو ابن عباس، عطاء، حسن بصری، قتادہ، ضحاک اور دوسرے بہت سے سلف صالحین M کی طرف منسوب کیا ہے۔(تفسیر ابن کثیر ۴/ ۵۵۸، ط:قدیمی)

تنبیہ : ''وانحر'' سے سینہ پر ہاتھ باندھنا مراد لینا غلط ہے اور اس سلسلے میں جتنی روایات ہیں سب ضعیف اور کمزور ہیں۔

لَنْ یَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَاؤُهَا وَلٰكِنْ یَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُم.[الحج :۳۷]

ترجمہ :اللہ تعالیٰ کے پاس نہ اُن کا گوشت پہنچتا ہے، نہ ان کا خون ولیکن اس کے پاس تمہارا تقویٰ پہنچتا ہے۔

قربانی کے متعلق احادیث

عن عائشة رضی الله تعالیٰ عنها قالت :قال رسول الله s ما عمل ابن آدم من عمل یوم النحر احب الی الله من اهراق الدم وانه لیأتی یوم القیامة بقرونها وأشعارها واظلافها وان الدم لیقع من الله بمکان قبل ان یقع بالارض فطیبوا بها نفسا. رواه الترمذی وابن ماجة.(مشکوة ۱۲۸،ط:قدیمی)

(۱) حضرت عائشہ R فرماتی ہیں کہ رسول اللہ s نے فرمایا کہ قربانی کے دن قربانی سے زیادہ کوئی چیز اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں اور قربانی کا جانور قیامت کے دن اپنے سینگوں، بالوں اور کھروں کے ساتھ لایا جائے گا اور ذبح کرتے وقت کا خون زمین پر گرنے سے پہلے ہی اللہ تعالیٰ کے ہاں قبول ہوجاتا ہے تو خوب خوشی سے اور دل کھول کر قربانی کیا کرو۔

عن زید بن ارقم r قال: قال اصحاب رسول الله s ما هذه الاضاحی؟ قال سنة ابیکم ابراهیم علیه السلام قالو فما لنا فیها یا رسول الله؟ قال بکل شعرة حسنة.(مشکوة ۱۲۹،ط:قدیمی)

(۲) حضرت زید بن ارقم r سے مروی ہے کہ صحابہ کرام p نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! ان قربانیوں کی کیا حقیقت ہے؟ آپ s نے فرمایا: یہ تمہارے

والد (جدِ امجد) حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے، صحابہ p نے عرض کیا ہمارے لیے اس میں کیا (فائدہ) ہے یا رسول اللہ؟ آپ s نے فرمایا کہ (قربانی کے جانور کے) ہر ہر بال کے بدلے میں ایک نیکی ہے۔

(۳) حضرت انس r فرماتے ہیں کہ آنحضرت s نے اپنے دستِ مبارک سے مدینہ طیبہ میں مینڈھوں کی قربانی کی۔(بخاری۲/۸۳۳،ط:قدیمی)

(۴) حضرت جندب r فرماتے ہیں کہ آنحضرت s نے مدینہ میں ہمیں عید کی نماز پڑھائی، آپ s نماز سے فارغ ہوئے تو دیکھا کہ بعض لوگوں نے نمازِ عید سے قبل ہی قربانی کر لی ہے آپ s نے فرمایا کہ تمہیں دوبارہ قربانی کرنا ہوگی۔

(مسلم ۲/۱۵۳،ط:قدیمی)

(۵) حضرت عبداللہ ابن عمر r فرماتے ہیں کہ آپ s نے پورے دس سال مدینہ طیبہ میں قیام فرمایا اور بلا ناغہ ہر سال قربانی کرتے رہے۔(ترمذی۱/۲۷۷،ط:سعید)

امت مسلمہ کا عمل اور قربانی

امام ابوحنیفہ I اور ان کے ماننے والے، امام مالک I اور ان کے متبعین، امام اوزاعی، سفیان ثوری M وغیرہ حضرات کے نزدیک قربانی ہر مالدار مسلمان پر واجب ہے۔

ایک غلط فہمی اور اسکا ازالہ

بعض لوگ یہ سمجھتے اور کہتے ہیں کہ قوم کا اتنا روپیہ جو تین دن میں جانوروں کے ذبح پر ہر سال فضول اور بے جا خرچ ہو جاتا ہے اس کا کوئی مفاد نظر نہیں آتا اگر یہی پیسہ رفاہی اور قومی مفادات پر لگایا جائے تو بہت فائدہ ہوگا اور غرباء ومساکین اپنی ضرورت اور حاجت کے مطابق ان رقوم کو جہاں چاہیں گے لگا دیں گے اور مال دینے والا بھی صدقہ کے ثواب سے

محروم نہیں رہے گا؟

جواب : (ا) اس دنیا میں جیسے جسمانی صحت کے لیے مختلف غذاؤں کی ضرورت ہوتی ہے اور ہر غذا کی اپنی جگہ ایک خاصیت ہے، جیسے مختلف کھانے اور انواع و اقسام کے پھل وغیرہ، اب اگر کوئی شخص روٹی کی جگہ صرف پانی پر ہی گزارا کرے تو اس کی غذائی ضرورت ہرگز پوری نہ ہوگی بلکہ پانی اپنی جگہ ضروری ہے اور اس کی اپنی تاثیر و خاصیت ہے اور روٹی کے اپنے فوائد ہیں، اسی طرح روحانی زندگی میں بھی اللہ تعالیٰ نے مختلف غذائیں مقرر کی ہیں، مثلاً نماز، روزہ، حج، زکوۃ، قربانی، ان میں سے ہر عمل کی اپنی جگہ فرضیت، خاصیت اور ثواب ہے اور ہر عبادت کے الگ الگ مواقع ہیں، اب اگر کوئی شخص روزہ کی جگہ نماز ہی پڑھے، تو نماز کا فائدہ ہوگا لیکن روزے کا نہیں، اسی طرح ''اراقہ'' (قربانی کرنا) جدا حیثیت رکھتا ہے اور صدقہ جدا حیثیت، اگر کوئی شخص قربانی کے دنوں میں قربانی نہ کرے اور سارا مال صدقہ کر دے تو اس کو صدقے کا ثواب تو ملے گا لیکن قربانی کے فضائل سے محروم ہی رہے گا اور قربانی کے عظیم عمل کے فوائد اور روحانیت اسے ہرگز حاصل نہ ہوگی۔

(۲) شکل کے بدلنے سے اثرات اور روح بدلتی ہے، مثلاً اونٹ اور بکری کی روح الگ ہے اور گدھے اور کتے کی الگ، اب جو بکری ہے وہ گدھے کی طرح ہنہنائے گی نہیں بلکہ بکری ہی کی طرح آواز نکالے گی اور اگر شکل و صورت بدل جائے گی تو اس کی روح بھی بدل جائے گی، جیسے گائے ہے تو وہ گائے ہی کی آواز نکالے گی نہ کہ گدھے اور بکری کی، ایسے ہی ہر عبادت کی ایک شکل ہے اور ایک اس کی روح ہے، روح تب ہی حاصل ہوگی جب شکل اس عبادت کی ہوگی، مثلاً اگر ہم صدقہ کریں گے تو اسی صدقے کی روحانیت حاصل ہوگی اور نماز پڑھیں گے تو اس کی الگ روحانیت ہے، بالکل اسی طرح قربانی کی شکل کو قائم کر کے قربانی ہی کی روحانیت حاصل ہوگی، یعنی اگر قربانی کے ایام میں سارا مال صدقہ کر دیا جائے تو بھی

قربانی کے فوائد اور ثمرات اور فضائل سے ہم یکسر محروم ہی رہیں گے اور ادنیٰ قربانی کے برابر بھی ہمیں ثواب حاصل نہ ہو سکے گا۔

(۳) جس طرح ہر دوا میں خاص تاثیر ہوتی ہے اور وہ دوا مخصوص امراض کے خاتمے کی صلاحیت رکھتی ہے نہ کہ ہر مرض کی، جیسے سر درد کے لیے لی جانے والی گولی سے سر کا درد ہی ختم ہو سکے گا نہ کہ پیٹ کا درد، اسی طرح ہر عبادت کے بھی اپنے فوائد اور ثمرات ہیں اور ہر عبادت مخصوص رذائل اور برائیوں کو ختم کرتی ہے، جیسے صدقہ سے آدمی کے اندر سخاوت کی صفت پیدا ہوتی ہے اور بخل زائل ہوتا ہے یوں ہی قربانی سے اپنی خواہشات کو اللہ تعالیٰ کے لیے قربان کرنے اور بہادری اور شجاعت کا جذبہ بھی پیدا ہوتا ہے اور بزدلی، نفس اور خواہشات کی محبت ختم ہوتی ہے، جو کہ سارا مال صدقہ کر دینے سے حاصل نہیں ہوتی۔

پس ثابت ہوا کہ قربانی اپنی جگہ ایک عظیم عمل ہے اور صدقہ اپنی جگہ۔ ایامِ قربانی میں اس قربانی سے بڑھ کر کوئی ثواب والا عمل نہیں، اور جس طرح ہمیں نماز کی روحانیت کی ضرورت ہے اسی طرح قربانی کی روحانیت کی بھی ضرورت ہے۔

''تکبیراتِ تشریق''

مسئلہ : ۹/ ذی الحجہ کی فجر سے ۱۳/ ذی الحجہ کی عصر تک ہر فرض نماز کے بعد ایک بار تکبیرات تشریق یعنی ''اَللّٰہُ اَکْبَر اَللّٰہ اَکْبَر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَر اَللّٰہُ اَکْبَر وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ'' کہنا واجب ہے، اور یہ تکبیریں ہر مسلمان پر واجب ہیں خواہ امام ہو یا مقتدی یا منفرد اور خواہ مقیم ہو یا مسافر، مرد ہو یا عورت، شہری ہو یا دیہاتی۔ البتہ عورت آہستہ آواز سے کہے اور مرد درمیانی آواز سے، یہ تکبیریں جمعہ اور ہر فرض نماز کے بعد بھی کہیں۔ صحیح قول کے مطابق عید کی نماز کے بعد بھی کہی جائیں۔ مسبوق ولاحق بھی بقیہ نماز سے فراغت پر تکبیریں کہیں گے۔

(البحر الرائق ۲/ ۲۸۷ تا ۲۹۰، ط: رشیدیہ، الشامیہ ۲/ ۱۷۹، ط: سعید)

مسئلہ : یہ تکبیریں سلام پھیرنے کے متصل بعد واجب ہیں اس لیے اگر سلام پھیر کر کوئی ایسا کام کرلیا جو نماز کے منافی ہے مثلاً آواز سے ہنس پڑا یا عمداً وضوتوڑ دیا یا کلام کرلیا۔ خواہ عمداً ہو یا سہواً یا مسجد سے نکل گیا یا کھلے میدان میں نماز پڑھی اور صفوں سے باہر نکل گیا ان تمام صورتوں میں تکبیریں ساقط ہوجائیں گی اس پر استغفار ضروری ہے۔

(البحرالرائق ۲/ ۲۸۸، ط: رشیدیہ، الشامیہ ۲/ ۱۷۹، ط: سعید)

مسئلہ : اگر سلام پھیر کر چہرہ قبلے سے پھیرلیا اور مسجد سے نہیں نکلا یا میدان میں نماز پڑھ کر صفوں کی حدود سے ابھی نہیں نکلا یا سلام کے بعد بلا قصد وضو ٹوٹ گیا تو تکبیریں کہنے کے لیے وضو کرنا ضروری نہیں۔ (البحرالرائق ۲/ ۲۸۹، ط: رشیدیہ، فتح القدیر ۲/ ۵۰، ط: رشیدیہ قدیم)

مسئلہ : مقتدی امام کے ساتھ تکبیریں کہیں، اگر امام بھول جائے تو مقتدی تکبیر کہہ دیں۔ (البحرالرائق ۲/ ۲۹۰، ط: رشیدیہ، الشامیہ ۲/ ۱۸۰، ط: سعید)

مسئلہ : اگر ایامِ تشریق کی کوئی نماز قضاء ہوگئی اور ایامِ تشریق ہی میں اس کی قضاء کی تو اس کے بعد بھی تکبیریں کہنا ضروری ہے البتہ اگر سابقہ ایام کی قضاء نمازیں ایامِ تشریق میں پڑھیں یا ایامِ تشریق کی قضاء نمازیں ان ایام کے گزر جانے کے بعد پڑھیں تو تکبیریں نہ کہے۔ (البحرالرائق ۲/ ۲۹۰، ط: رشیدیہ، الشامیہ ۲/ ۱۷۹، ط: سعید)

مسئلہ : تکبیریں ایک بار کہی جائیں یا زائد بار؟ اس میں اختلاف ہے، ایک سے زائد بار کہنے کو بعض خلافِ سنت فرماتے ہیں اور بعض جائز، اختلاف سے بچنے کے لئے ایک بار سے زیادہ نہیں کہنا چاہیے۔ (الشامیہ ۲/ ۱۷۸، ط: سعید، تبیین الحقائق ۱/ ۲۲۷، ط: امدادیہ)

نصابِ قربانی اور قربانی کے وجوب کی شرائط

نصابِ قربانی : جس کی ملکیت میں سونا، چاندی، مالِ تجارت، نقدی اور ضرورت سے زائد اشیاء میں سے کوئی ایک چیز یا ان میں سے بعض اشیاء کا مجموعہ ساڑھے باون تولہ چاندی کی

قیمت کو پہنچ جائے تو اس پر صدقہ فطر اور قربانی واجب ہے۔

اگر صرف سونا ہو تو پھر اگر ساڑھے سات تولہ ہے تو قربانی واجب ہے ورنہ نہیں۔

شرائطِ قربانی: اس کے وجوب کے لیے چھ شرائط ہیں:

(۱) مسلمان ہونا، غیر مسلم پر واجب نہیں۔

(۲) مقیم ہونا، مسافر پر واجب نہیں۔

(۳) آزاد ہونا، غلام پر واجب نہیں۔

(۴) بالغ ہونا، نابالغ پر واجب نہیں۔

(۵) عاقل ہونا، مجنون پر واجب نہیں۔

(۶) مالدار ہونا، مسکین نادار پر واجب نہیں۔

(البدائع ۵/۶۳،۶۴، ط: رشیدیہ قدیم، الہندیہ ۵/۲۹۲، ط: رشیدیہ)

مسئلہ : اگر کسی کے پاس ضرورت سے زائد آباد یا غیر آباد اور بنجر زمین ہو تو اگر اس کی قیمت اور ضرورت سے زائد پیداوار کا مجموعہ یا کوئی ایک ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر یا زیادہ ہو تو ایسے شخص پر قربانی واجب ہے ورنہ نہیں۔ (الہندیہ، ۵/۲۹۲، ط: رشیدیہ)

مسئلہ : جو شخص مقروض ہو لیکن قرض کی رقم جدا کرنے کے بعد اس کے پاس بقدرِ نصاب مال بچتا ہو تو اس پر قربانی واجب ہے۔ (الہندیہ، ۵/۲۹۲، ط: رشیدیہ)

مسئلہ : اگر کچھ رقم قرض دے رکھی ہے یا فروخت شدہ مال کی قیمت باقی ہے تو یہ رقم اگر قابلِ وصول ہے تو قربانی واجب ہے البتہ اگر فی الحال قربانی کے لیے نہ نقد رقم ہے اور نہ ضرورت سے زائد اتنا سامان ہے جسے فروخت کر کے قربانی کر سکے تو قربانی واجب نہ ہوگی البتہ اگر بآسانی قرض مل سکے تو قربانی کی جا سکتی ہے۔

(الہندیہ، ۵/۲۹۲، ط: رشیدیہ، احسن الفتاوی، ۷/۵۱۲، ط: سعید)

مسئلہ : اگر کسی شخص کے پاس بقدرِ نصاب مال تو موجود ہو لیکن وہ اپنے گھر سے دور کسی اور جگہ مقیم ہو تو اس کو چاہیے کہ گھر پر رابطہ کر کے ایامِ اضحیہ میں کسی کو اپنا وکیل بنا لے اور وہ اس کی طرف سے قربانی کر لے یا یہ مقیم شخص جس جگہ ہے کسی ذریعے سے وہاں رقم منگوا کر خود ہی قربانی کر لے اور اگر ایسی کوئی صورت ممکن نہ ہو تو اس پر قربانی واجب نہیں۔ اسی طرح اگر کوئی شخص یوم الترویہ سے پندرہ دن قبل مکہ پہنچ گیا اور اگر وہ مقیم شخص متمتع یا قارن ہے تو اس پر دمِ شکر کے ساتھ ساتھ اضحیہ بھی واجب ہے چاہے وہیں قربانی کر لے یا اپنے وطن اصلی میں کسی کو اپنا وکیل بنا لے اور اگر پندرہ دن پہلے نہیں پہنچا تو مسافر ہے اس پر صرف دمِ شکر واجب ہے، قربانی واجب نہیں۔ (البدائع ۴/۱۹۶، ط: رشیدیہ)

مسئلہ : اگر کوئی شخص ایامِ نحر سے قبل صاحبِ نصاب تھا اور جانور بھی خرید چکا تھا لیکن ایامِ نحر میں فقیر ہو گیا تو اس پر قربانی واجب نہیں۔ (احسن الفتاوی ۷/۵۱۱، ط: سعید)

مسئلہ : مشترک مال والے بھائیوں میں سے وہ بھائی جو بالغ ہوں اور ان کا حصہ بقدرِ نصاب بنتا ہو تو ان پر قربانی واجب ہوگی باقی پر نہیں۔ (الشامیہ ۳/۲۸۰، ۲۸۱ ط: رشیدیہ)

مسئلہ : جس کے پاس ایسی کتابیں ہوں جو ضرورت اور استعمال کی نہ ہوں اور ان کتابوں کی مالیت بقدرِ نصاب ہو تو ایسے شخص پر قربانی واجب ہے۔

(الطحطاوی علی الدر ۴/۱۶۰، ط: المکتبۃ العربیہ)

قربانی کے جانور اور ان کی عمریں

(۱) اونٹ : عمر کم از کم پانچ سال (مسلم ۲/۱۵۵، ط: قدیمی)

(۲) گائے، بیل : عمر کم از کم دو سال (مسلم ۲/۱۵۵، ط: قدیمی)

(۳) بکرا، بکری، بھیڑ، دنبہ: عمر کم از کم ایک سال

(مسلم ۲/۱۵۵، ط: قدیمی، اعلاء السنن ۱۷/۲۴۱، ط: ادارۃ القرآن)

البتہ دنبہ اگر اتنا فربہ اور موٹا ہو کہ دیکھنے میں پورے سال کا معلوم ہو تو سال سے کم ہونے کے باوجود بھی اس کی قربانی جائز ہے، بشرطیکہ چھ ماہ سے کم نہ ہو۔ (مسلم۲/۱۵۵، ط: قدیمی)

مسئلہ : عمر کے پورا ہونے کا اطمینان ضروری ہے دانتوں کا ہونا ضروری نہیں۔

(احسن الفتاوی، ۷/۵۲۰، ط: سعید)

تنبیہ : ''مسنہ'' کا معنی خود غیر مقلدین نے یہ کیا ہے کہ بکری میں جو ایک سال کی ہو اور دوسرا شروع ہو جائے اور گائے، بھینس میں جو دو سال کی ہو تیسرا شروع ہو جائے اور اونٹ کا جو پانچ سال کا ہو اور چھٹا شروع ہو جائے۔

(فتاویٰ نذیریہ، فتاویٰ علماءِ اہلِ حدیث، بحوالہ رسائل)

مرغی، انڈے کی قربانی اور غیر مقلدین

مسئلہ : مرغا، مرغی اور انڈے کی قربانی جائز نہیں۔ (الہندیہ۵/۳۰۰، ط: رشیدیہ)

غیر مقلدین کے نزدیک جائز ہے۔

چیلنج ومطالبہ : ہم ببانگِ دہل یہ کہتے ہیں کہ غیر مقلدین اس مسئلہ میں بھی قرآن وسنت اور عملِ متوارث کو چھوڑ کر بغاوت اور گمراہی کے راستے پر گامزن ہیں ورنہ صرف ایک حدیث پیش کریں جس میں عید الاضحیٰ کی قربانی کی تصریح بھی ہو اور مرغا، مرغی اور انڈے کا ذکر بھی ہو یا کسی ایک تابعی یا صحابی r کا عمل بتائیں جنہوں نے عید الاضحیٰ کے موقع پر انڈوں یا مرغوں کی قربانی پوری زندگی میں ایک مرتبہ بھی کی ہو۔ (دیدہ باید)

بھینس کی قربانی

مقلدین کے نزدیک چونکہ قیاسِ مجتہد حجت ہے اس لیے ان کے نزدیک قیاسِ مجتہد کی وجہ سے بھینس اور گائے کی قربانی جائز اور گوشت اور دودھ حلال ہے۔

مطالبہ : غیر مقلدین سے ہمارا یہ مطالبہ ہے کہ تم قیاس کو شیطانی عمل کہتے ہو پھر بھی

بھینس کی قربانی کو جائز اوراس کے گوشت اور دودھ کو حلال کہتے ہولہٰذا اس کے جواز اور حلال ہونے کی صریح آیت یا صحیح ،صریح غیر معارض حدیث بتائیں یا قیاس کے قائل ہو جائیں یا بھینس کا گوشت اوردودھ استعمال کرنا چھوڑ دیں۔

وہ عیب دار جانور جن کی قربانی ناجائز ہے

درج ذیل عیب دار جانوروں کی قربانی جائز نہیں :

(۱) لنگڑا جانور، جس کا لنگڑا پن اتنا ظاہر ہو کہ ذبح کی جگہ تک نہ پہنچ سکے۔

(ترمذی ۲/ ۲۷۵، ط:سعید، ابوداؤد ۱/ ۳۸۷، ط: میر محمد)

(۲) اندھا یا ایسا کانا جس کا کانا پن ظاہر ہو۔(الہندیہ ۵/ ۲۹۷، ط: رشیدیہ)

(۳) ایسا بیمار جس کی بیماری بالکل ظاہر ہو۔(الہندیہ ۵/ ۲۹۷، ط: رشیدیہ)

(۴) ایسا دبلا، مریل، بوڑھا جانور جس کی ہڈیوں میں گودا نہ رہا ہو۔

(الہندیہ، ۵/ ۲۹۸، ط: رشیدیہ)

(۵) جس کی پیدائشی دم نہ ہو۔(الہندیہ ۵/ ۲۹۷، ط: رشیدیہ)

(۶) جس کا پیدائشی ایک کان نہ ہو۔(الہندیہ ۵/ ۲۹۷، ط: رشیدیہ)

(۷) جس کی چکتی یا دم یا کان کا ایک تہائی یا تہائی سے زیادہ حصہ کٹا ہوا ہو۔البتہ چکتی والے دنبے کی دم کا اعتبار نہیں لہٰذا پوری دم کٹی ہوئی تو بھی قربانی جائز ہے۔

(الشامیہ، ۶/ ۳۲۵، ط: سعید، الہندیہ ۵/ ۲۹۸، ط: رشیدیہ، احسن الفتاوی ۷/ ۵۱۷، ط: سعید)

(۸) جس کے پیدائشی طور پر تھن نہ ہوں۔(الشامیہ ۹/ ۵۳۸، ط: رشیدیہ)

(۹) دنبی ،بھیڑ، بکری کا ایک تھن نہ ہو یا مرض کی وجہ سے خشک ہو گیا ہو یا کسی وجہ سے ضائع ہو گیا ہو۔(الشامیہ ۹/ ۵۳۸، ط: رشیدیہ)

(۱۰) گائے، بھینس، اونٹنی کے دو تھن نہ ہوں یا خشک ہو گئے ہوں یا کسی وجہ سے ضائع ہو گئے ہوں، البتہ اگر ایک تھن نہ ہو یا خشک یا ضائع ہو گیا ہو تو اس کی قربانی جائز ہے۔

(الشامیہ ۹/ ۵۳۸،ط:رشیدیہ)

(۱۱) آنکھ کی تہائی یا اس سے زیادہ روشنی جاتی رہی ہو۔(الھندیہ ۵/ ۲۹۸،ط:رشیدیہ)

(۱۲) جس کے دانت بالکل نہ ہوں یا اکثر گر گئے ہوں یا ایسے گھس گئے ہوں کہ چارہ بھی نہ کھا سکے۔(الھندیہ ۵/ ۲۹۸،ط:رشیدیہ،احسن الفتاوی ۷/ ۵۱۳،ط:سعید)

(۱۳) جس کا ایک یا دونوں سینگ جڑ سے اکھڑ جائیں۔(الھندیہ ۵/ ۲۹۷،ط:رشیدیہ)

(۱۴) جسے مرضِ جنون اس حد تک ہو کہ چارہ بھی نہ کھا سکے۔(الھندیہ ۵/ ۲۹۸،ط:رشیدیہ)

(۱۵) خارشی جانور جو بہت دبلا اور کمزور ہو۔(الھندیہ ۵/ ۲۹۸،ط:رشیدیہ)

(۱۶) جس کی ناک کاٹ دی گئی ہو۔(الھندیہ ۵/ ۲۹۸،ط:رشیدیہ)

(۱۷) جس کے تھن کاٹ دیے گئے ہوں یا ایسے خشک ہو گئے ہوں کہ ان میں دودھ نہ اترے۔(الھندیہ ۵/ ۲۹۸،ط:رشیدیہ)

(۱۸) جس کے تھن کا تہائی یا اس سے زیادہ حصہ کاٹ دیا گیا ہو۔

(الھندیہ ۵/ ۲۹۸،ط:رشیدیہ)

(۱۹) بھیڑ، بکری کے ایک تھن کی گھنڈی جاتی رہی ہو۔

(الھندیہ ۵/ ۲۹۸،ط:رشیدیہ)

(۲۰) جس اونٹنی یا گائے، بھینس کی دو گھنڈیاں جاتی رہی ہوں۔

(الھندیہ ۵/ ۲۹۸،ط:رشیدیہ)

(۲۱) جس گائے یا بھینس کی پوری زبان یا تہائی یا اس سے زیادہ کاٹ دی گئی ہو۔

(الھندیہ ۵/ ۲۹۸،ط:رشیدیہ)

(۲۲) جلالہ یعنی جس کی غذا نجاست وگندگی ہو اس کے علاوہ کچھ نہ کھائے۔

(الھندیہ ۵/ ۲۹۸،ط:رشیدیہ)

(۲۳) جس کا ایک پاؤں کٹ گیا ہو۔(الھندیہ ۵/ ۲۹۹،ط:رشیدیہ)

(٢٤) خنثیٰ جانور جس میں نراور مادہ دونوں کی علامتیں جمع ہوں۔

(الہندیہ ٥/ ٢٩٩، ط: رشیدیہ)

مسئلہ : کسی جانور کے اعضاء زائد ہوں مثلاً چار کے بجائے پانچ ٹانگیں یا چار کے بجائے آٹھ تھن تو چونکہ یہ عیب ہے لہٰذا ایسے جانور کی قربانی جائز نہیں۔

(المحیط البرہانی ٨/ ١٧، ط: ادارۃ القرآن)

مسئلہ : جس جانور کا پیدائشی طور پر ایک خصیہ نہ ہو اس کی قربانی درست ہے۔

(فتاویٰ محمودیہ ١٧/ ٣٥٣)

تنبیہ : اگر غیر مقلدین فقہ کی دشمنی اس وجہ سے کرتے ہیں کہ وہ قرآن وحدیث کے خلاف ہے تو مندرجہ بالا وہ عیوب جن کا ذکر قرآن وحدیث میں صراحتاً وتفصیلاً نہیں ہے، صرف فقہ میں ہے، ان میں سے ہر عیب کے خلاف قرآنِ مجید کی صریح آیت یا کوئی صحیح، صریح غیر معارض حدیث پیش کریں۔ (دیدہ باید)

مسئلہ : ذبح کے وقت گراتے ہوئے جانور کی ٹانگ ٹوٹ گئی یا آنکھ پھوٹ گئی یا کوئی اور عیب پیدا ہو گیا تو قربانی درست ہے۔ (بدائع ٥/ ٧٦، ط: رشیدیہ قدیم)

مسئلہ : خریدنے کے بعد اگر جانور میں ایسا عیب پیدا ہو گیا ہو جس سے قربانی درست نہیں تو مال دار پر اس کے بدلے اتنی مالیت کے دوسرے جانور کی قربانی واجب ہے، مسکین وہی عیب دار جانور ذبح کر کے قربانی کرے۔ (بدائع ٥/ ٧٦، ط: رشیدیہ قدیم)

وہ عیب دار جانور جن کی قربانی جائز ہے لیکن ناپسندیدہ اور مکروہ ہے

(١) جس کے پیدائشی سینگ نہ ہوں۔

(٢) جس کے سینگ ٹوٹ گئے ہوں مگر ٹوٹنے کا اثر جڑ تک نہیں پہنچا۔

(٣) وہ جانور جو جفتی پر قادر نہ ہو۔

(۴) جو بڑھاپے کے سبب بچے جننے سے عاجز ہو۔

(۵) بچے والی ہو۔

(۶) جس کے تھنوں میں بغیر کسی عیب اور بیماری کے دودھ نہ اترتا ہو۔

(۷) جس کو کھانسنے کی بیماری لاحق ہو۔

(۸) جسے داغا گیا ہو۔

(۹) وہ بھیڑ، بکری جس کی دم پیدائشی طور پر بہت چھوٹی ہو۔

(۱۰) ایسا کانا جس کا کانا پن پوری طرح واضح نہ ہو۔

(۱۱) ایسا لنگڑا جو چلنے پر قادر ہو یعنی چوتھا پاؤں چلنے میں زمین پر رکھ کر چلنے میں اس سے مدد لیتا ہو۔

(۱۲) جس کی بیماری زیادہ ظاہر نہ ہو۔

(۱۳) جس کا کان یا چکتی یا دم یا آنکھ کی روشنی کا تہائی سے کم حصہ جاتا رہا ہو۔

(۱۴) جس کے کچھ دانت نہ ہوں مگر وہ چارہ کھا سکتا ہو۔

(۱۵) مجنون جس کا جنون اس حد تک نہ پہنچا ہو کہ چارہ نہ کھا سکے۔

(۱۶) ایسا خارشی جانور جو فربہ اور موٹا تازہ ہو۔

(۱۷) جس کا کان چیر دیا گیا ہو یا تہائی سے کم کاٹ دیا گیا ہو۔

نوٹ : اگر دونوں کانوں کا کچھ حصہ کاٹ لیا گیا ہو تو دونوں کو جمع کر کے دیکھا جائے اگر مجموعہ تہائی کان تک پہنچ جائے یا اس سے بڑھ جائے تو قربانی جائز نہیں، ورنہ جائز ہے۔

(۱۸) بھینگا جانور۔

(۱۹) وہ بھیڑ، دنبہ جس کی اون کاٹ دی گئی ہو۔

(۲۰) وہ بھیڑ، بکری جس کی زبان کٹ گئی ہو بشرطیکہ چارہ بآسانی کھا سکے۔

(۲۱) جلالہ اونٹ جسے چالیس دن باندھ کر چارہ کھلایا جائے۔

(۲۲) وہ دبلا اور کمزور جانور جو بہت کمزور اور لاغر نہ ہو۔

قال العلامة ابن عابدين رحمه الله تعالیٰ : قال القسهتانی واعلم ان الكل لا يخلو عن عيب والمستحب ان يكون سليما عن العيوب الظاهرة فما جوزهھنا جوز مع الكراهة كما فى المضمرات. (الشاميه ۶/۳۲۳، ط:سعيد)

مسئلہ : گابھن گائے وغیرہ کی قربانی بلا کراہت جائز ہے۔

مسئلہ : خصی (بدھیا) بکرے کی قربانی جائز بلکہ افضل ہے۔

(ابن ماجہ، مسند احمد، اعلاء السنن ۱۷/۲۵۱، ط: ادارۃ القرآن)

ایامِ قربانی

قربانی کے دن: ہمارے احناف کے نزدیک قربانی کے تین دن ہیں (۱۰، ۱۱، ۱۲)۔ غیر مقلدین کے ہاں چار دن ہیں یعنی ۱۰/ ذی الحجہ سے ۱۳/ ذی الحجہ تک۔

احناف کے دلائل

﴿حدیث نمبر ۱﴾ حدثنی أبو عبيد مولى ابن أزهر قال : صليت مع على بن أبى طالب رضی اللہ عنہ العيد و عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ محصور فصلى ثم خطب فقال : لا تأكلوا من لحوم أضاحيكم بعد ثلثة أيام فان رسول الله ﷺ أمر بذلك ...... (الطحاوی ۲/۲۸۰ و اللفظ له، ط: حقانيه، مسلم ۲/۱۵۷، ط: قديمی)

﴿حدیث نمبر ۲﴾ عن نافع عن ابن عمر رضی اللہ عنہ عن رسول الله ﷺ أنه كان يقول : لا يأكل أحدكم من لحم أضحيته فوق ثلثة أيام (الطحاوی ۲/۲۸۰ و اللفظ له، ط: حقانيه، مسلم ۲/۱۵۸، ط: قديمی)

دونوں حدیثوں کا حاصل یہ ہے کہ آپ ﷺ نے تین دن کے بعد قربانی کا گوشت گھر میں رکھنے سے منع فرمایا ہے۔

اس مضمون کی حدیث تقریباً ۱۶ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مروی ہے۔اس حدیث سے بالکل ظاہر ہے کہ جب چوتھے دن گوشت کی ایک بوٹی رکھنے کی بھی اجازت نہیں تو پورا بکرا قربانی کرنا کیسے جائز ہوگا؟ معلوم ہوا کہ قربانی کے تین ہی دن ہیں،اگر چار ہوتے تو چار دنوں تک گوشت رکھنے کی اجازت ہوتی۔

تنبیہ: اس ممانعت کی وجہ یہ ہے کہ ابتداءِ اسلام میں اکثر مسلمان مسکین تھے تو مالداروں کو حکم دیا کہ ان مساکین اور فقراء کو کھلاؤ اور تین دن کے بعد گھر میں رکھ کر ذخیرہ مت بناؤ۔پھر جب اللہ تعالی نے وسعت عطا فرمائی تو پھر یہ حکم منسوخ ہوگیا۔لہٰذا اب پورا سال بھی رکھنا جائز ہے۔(بخاری۲/۸۳۵،ط:قدیمی)

﴿حدیث نمبر۳﴾ مالک عن نافع أن عبدالله بن عمر رضی اللہ عنہ قال : الأضحی یومان بعد یوم الأضحی.(الموطأ ۲۹۹،ط:المکتبة الفاروقية،ملتان)

امام مالک اور نافع رحمۃ اللہ علیہما کی سلسلۃ الذہب یعنی سنہری سند سے مروی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ قربانی کے تین دن ہیں۔

امام ابن حزم رحمہ اللہ تعالی نے حضرت علی،حضرت عمر،حضرت ابن عباس،حضرت ابن عمر، حضرت ابو ہریرہ،اور حضرت انس رضی اللہ عنہم سے بھی قربانی کے تین دن ہی روایت کیے ہیں۔
(المحلی بالآثار ۶/۴۰،ط:دارالکتب العلمیۃ،بیروت)

تنبیہ: قارئین کرام! یہ بات یاد رکھیے کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے وہ اقوال جن کا مدار عقل پر نہیں ہوتا وہ حدیثِ مرفوع کے حکم میں ہوتے ہیں (دیکھیے شرح نخبۃ الفکر،تدریب الراوی وغیرہ)

غیر مقلدین کی دلیل: حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: ان رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم قال : کل التشریق ذبح. (مسند الامام أحمد،ابن حبان،الدار قطنی)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمام ایام تشریق ذبح (قربانی) کے دن ہیں۔

جواب: اس کے دو جواب ہیں۔

(۱) یہ حدیث منکر ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے تو فرمایا تھا: **أیام التشریق أیام أکل و شرب** (مسلم ۱/۳۶۰) ایام تشریق کھانے پینے کے دن ہیں (یعنی ان میں روزہ نہ رکھیں) یہ مضمون تقریباً ۱۴ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے روایت فرمایا ہے اس روایت کے خلاف حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کی روایت میں ایک راوی سلیمان بن موسیٰ بن الاشدق ہے (**قال البخاری : عنده مناکیر، و قال النسائی: أحد فقهاء و لیس بالقوی فی الحدیث** .... (تهذیب التهذیب ۲/۲۲۴، ط: دار المعرفة، بیروت) اس نے کھانے پینے کے بجائے لفظ ذبح بیان کر دیا۔ لہٰذا لفظ ذبح اس روایت میں منکر ہے۔

یہی وجہ ہے کہ غیر مقلدین کے سابق مناظر اعظم مولانا بشیر احمد سہوانی اس کو ضعیف کہتے ہیں (فتاوی علمائے حدیث ۱۳/۱۶۸، بحوالہ رسائل ۳/۳۸۶) نیز غیر مقلدین کے سابق امیر جماعت اہلِ حدیث مولانا محمد اسماعیل سلفی بھی فرماتے ہیں کہ اس کے ہر طریق میں کچھ نہ کچھ نقص ہے۔ (فتاوی علمائے حدیث ۱۳/ ۱۶۹، بحوالہ رسائل ۳/ ۳۸۶)

(۲) اگر بالفرض اس روایت کو محفوظ اور صحیح بھی تسلیم کر لیا جائے تو بھی احتیاط اور تقویٰ کا تقاضا یہ ہے کہ درج ذیل اجماعی، اتفاقی اور یقینی صورتوں کو اختیار کیا جائے اور دوسروں کو بھی یہی اختیار کرنے کی دعوت دی جائے۔

اجماعی، اتفاقی اور یقینی امور

(۱) آپ ﷺ ہمیشہ ۱۰/ ذی الحجہ کو قربانی کرتے تھے۔

(۲) دس ۱۰/ ذی الحجہ کو قربانی کا ثواب دوسرے ایام کی بنسبت زیادہ ہے۔

عن علی رضی اللہ عنہ قال : النحر ثلاثة أیام أولها أفضلها.

(المحلی بالآثار ۶/۴۰، ط: دار الکتب العلمیة، بیروت)

یعنی قربانی کے تین دن ہیں، جن میں سب سے افضل پہلا دن ہے۔

(۳) ۱۰، ۱۱، ۱۲ ان تین تاریخوں میں جس نے قربانی کی، تو یقیناً سب کے ہاں اس کی قربانی ہوگی۔

سوالات ومطالبات

(۱) کیا کسی صحابی رضی اللہ عنہ نے کبھی چوتھے روز قربانی کی ہے؟ صحیح سند سے بتایئے، یا کرنے کا حکم دیا ہو تو بھی سندِ صحیح سے بتا دیجیے گا۔

(۲) جن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے قربانی کے صرف تین دن ہی بتائے ہیں ان کا قول سنت کے خلاف ہے یا نہیں؟ اور انہیں تارکِ سنت اور مخالفِ سنت کہا جائے گا یا نہیں؟

(۳) اگر شرکاء میں کوئی مرزائی یا شیعہ ہو تو سب کی قربانی ہوگی یا نہیں؟

(۴) قربانی کا گوشت تول کر تقسیم کرنا چاہیے یا اندازہ سے بھی جائز ہے؟

(۵) قربانی کی گائے میں عقیقہ یا نذر کا حصہ شامل کرنا حدیث میں منع ہے یا جائز ہے؟

(۶) قربانی کے بجائے اس کی قیمت اپنے احباب میں تقسیم کر دے تو قربانی کا ثواب مل جائے گا یا نہیں؟

(۷) قربانی فرض ہے یا واجب یا سنت یا نفل؟ صریح حکم قرآن وحدیث سے تحریر کریں۔

تنبیہ: مندرجہ بالا سوالات کے جوابات صرف قرآن پاک کی صریح آیت یا صحیح، صریح، غیر معارض حدیث سے دینا ضروری ہے۔ کسی امتی کا قول نقل کر کے مشرک بننے کی اجازت نہیں، اسی طرح قیاسات لکھ کر شیطان بننے اور بے سند باتیں لکھ کر بے دین بننے اور جواب سے سکوت کر کے گونگا شیطان بننے کی بھی اجازت نہیں۔

قربانی کے متفرق مسائل

مسئلہ : قربانی کا وقت : ۱۰/ ذی الحجہ کے صبح صادق سے شروع ہوتا ہے، البتہ شہر والوں کی قربانی کی صحت کے لیے یہ شرط ہے کہ عید کی نماز کے بعد کرے۔ اگر کسی نے عید کی نماز

سے پہلے قربانی کرلی تو یہ قربانی نہیں ہوئی، عید کی نماز کے بعد دوبارہ کرنا واجب ہے۔

ہاں اگر نماز کے بعد لوگوں نے قربانی کرلی پھر معلوم ہوا کہ کسی سبب سے نماز ادا نہ ہوئی مثلاً امام کا وضو نہ تھا تو قربانی جائز ہوگی، قربانی دوبارہ کرنا ضروری نہیں۔ اسی طرح اگر کسی وجہ سے عید کی نماز پہلے دن نہ پڑھی جاسکے تو زوالِ آفتاب کے بعد قربانی درست ہے اور دوسرے دن نمازِ عید سے قبل بھی درست ہے۔ (الشامیہ، ۶/۳۱۹)

مسئلہ : دیہات میں صبح صادق کے بعد قربانی کی جاسکتی ہے مگر مستحب یہ ہے کہ طلوعِ آفتاب کے بعد کرے۔ (بدائع ۵/۸۰، ط: رشیدیہ قدیم)

مسئلہ : اگر شہری نے اپنی قربانی دیہات میں بھیج دی تو نمازِ عید سے قبل صبح صادق کے بعد اسے ذبح کرنا درست ہے اور اگر دیہاتی نے شہر بھیج دی تو نمازِ عید کے بعد ذبح کرنا ضروری ہے۔ (ہدایہ ۴/۴۴۶، ط: رحمانیہ)

مسئلہ : مالدار نے ایامِ قربانی میں قربانی نہیں کی تو اگر اس نے قربانی کا جانور پہلے سے خریدا تھا، تو اس زندہ جانور کا صدقہ کرنا واجب ہے اگر مسئلہ معلوم نہ ہونے کی وجہ سے ذبح کر لیا تو اس کا سارا گوشت پوست صدقہ کردے اگر کچھ اپنے استعمال میں لایا ہے تو اس کی قیمت صدقہ کردے۔ نیز زندہ جانور کی قیمت اگر اس گوشت پوست سے زیادہ ہے تو وہ زیادتی بھی صدقہ کردے، اگر جانور خریدا نہیں تو ایک درمیانی بکری کی قیمت ایک مسکین کو دے دے۔ گائے کے ساتویں حصے کی قیمت دینے سے بری الذمہ نہ ہوگا۔ (الشامیہ ۶/۳۲۰، ط: سعید)

مسئلہ : مسکین نے قربانی خرید لی لیکن ایامِ قربانی میں ذبح کرنے کی نوبت کسی وجہ سے نہیں آئی تو اس پر واجب ہے کہ زندہ جانور کو صدقہ کردے۔ (فتح القدیر ۸/۴۳۲، ط: رشیدیہ قدیم)

مسئلہ : ایک ملک کے رہنے والوں نے دوسرے ملک میں قربانی کا جانور خرید کر قربانی کرنا چاہی، مثلاً سعودی عرب یا امریکہ، برطانیہ وغیرہ کے باشندے نے پاکستان میں قربانی بھیج دی یا پاکستان کے باشندوں نے افغانستان میں قربانی کرنا چاہی تو ان کی قربانی درست

ہے، بشرطیکہ دونوں ملکوں میں عید الاضحیٰ ایک ہی دن ہو، اگر دونوں ملکوں کی عید میں ایک یا دو دن کا فرق ہے تو صحتِ قربانی کے لیے یہ شرط ہے کہ اس دن کی جائے جس دن دونوں ملکوں میں عید ہو۔ اگر اس دن سے آگے پیچھے کیا تو قربانی صحیح نہ ہوگی، دوبارہ کرنا واجب ہوگی۔

(الہندیہ ۵/۲۹۶، ط: رشیدیہ)

مسئلہ : ایامِ اضحیہ میں قربانی نہیں کی تو بعد میں یوم الاداء کی قیمت صدقہ کرے یعنی جس دن اس واجب کو ادا کرنے کا ارادہ ہو اسی دن درمیانے بکرے کی جتنی قیمت ہو کسی مسکین کو دے دے۔ (احسن الفتاوی ۷/۵۳۳، ط: سعید)

مسئلہ : اگر جانور وزن کے اعتبار سے خریدا اس طور پر کہ ذبح کے بعد جتنا گوشت نکلے گا فی کلو کے اعتبار سے اتنے اتنے پیسے دوں گا تو ثمن مجہول ہونے کی وجہ سے بیع فاسد ہے اور اس بیع کا فسخ کرنا واجب ہے، البتہ اگر مشتری نے جانور پر قبضہ کرلیا اور قربانی کر لی تو وہ مالک ہوجائے گا اور قربانی بھی ادا ہوجائے گی۔ (الھندیہ ۵/۳۰۲، ط: رشیدیہ)

مسئلہ : قربانی کا جانور بدک کر کسی کا مالی یا جانی نقصان کردے تو جانور کے مالک پر تاوان نہیں۔ (الشامیہ ۱۰/۲۹۱، ط: رشیدیہ)

قربانی میں شرکت کے احکام

مسئلہ : قربانی کے جانور میں حصوں کی تعیین ضروری ہے اس طور پر کہ کس شخص کا حصہ کس جانور میں ہے، اگر جانور متعین نہ کیا گیا بایں طور کہ دو گائے میں چودہ آدمی بلا تعیینِ جانور شریک ہوگئے تو بھی قربانی جائز ہوجائے گی (استحساناً)۔ البتہ گوشت کی تقسیم کا طریقہ کار یہ ہوگا کہ دونوں گائے کے گوشت کو ملا کر چودہ حصے کرلیے جائیں۔ (امداد الاحکام ۴/۲۷۳، ط: دار العلوم)

مسئلہ : گائے بھینس اونٹ میں سات اور اس سے کم آدمی شریک ہوسکتے ہیں بشرطیکہ ان میں سے کسی کا حصہ ساتویں حصے سے کم نہ ہو اور سب کی نیت ثواب کی ہو اگر کسی کا حصہ

ساتویں سے کم ہو یا اس کی نیت محض گوشت کھانے کی ہے تو پھر کسی کی بھی قربانی درست نہ ہوگی۔عقیقہ بھی چونکہ ثواب کا کام ہے۔اس لیے عقیقہ کی نیت سے کوئی شرکت کرے تو بھی جائز ہے، البتہ بہتر یہ ہے کہ جس گائے میں قربانی کا حصہ ہے اس میں عقیقے کا حصہ نہ ڈالے

(بدائع ۵/۷۱، ط: رشیدیہ قدیم، الخانیہ علی ھامش الہندیہ ۵/۳۰۴، ط: رشیدیہ مسلم ابوداؤد، بحوالہ مشکوۃ ۱۲۷)

مسئلہ : قربانی کے لیے جانور خریدتے وقت نیت تھی کہ دوسروں کو شریک کرے گا تو اس کے لیے خریدنے کے بعد دوسروں کو شریک کرنا اور نہ کرنا دونوں جائز ہے۔

(بدائع ۵/۷۲، ط: رشیدیہ قدیم، الشامیہ ۶/۳۱۷، ط: سعید)

مسئلہ : اگر خریدتے وقت دوسروں کی شرکت کی نیت نہیں تھی پورا جانور اپنے لیے خریدا تو مالدار کے لیے ایک روایت کے مطابق دوسروں کو شریک کرنا درست ہے۔اور فقیر کے لیے دوسروں کو شریک کرنا درست نہیں پورا جانور اپنی طرف سے ذبح کرنا ضروری ہے۔

بہر حال مالدار کے لیے بھی دوسروں کو شریک کرنا ناپسندیدہ اور خلاف احتیاط ہے۔احتیاط اور بہتری اسی میں ہے کہ نیت کے مطابق پورے جانور کو اپنی طرف سے ذبح کر دے۔

(بدائع ۵/۷۲، ط: رشیدیہ قدیم)

مسئلہ : اگر شرکاء میں سے کوئی سود، بیمہ، قمار وغیرہ حرام آمدنی کی رقم جمع کر کے شریک ہو گیا تو پھر کسی کی بھی قربانی نہیں ہوگی۔(الہندیہ ۵/۳۴۹، ط: رشیدیہ)

مسئلہ : اجتماعی قربانی میں اگر تمام شرکاء اپنی مرضی سے سری، پائے، قصابوں یا انتظامیہ کے لیے چھوڑ دیں تو قصابوں اور انتظامیہ کے لیے ان کا لے جانا جائز ہے، البتہ بطورِ اجرت دینا جائز نہیں۔(امداد المفتین ۸۰۰، ط: دارالاشاعت)

مسئلہ : شیعہ، قادیانی، مجوسی وغیرہ کسی غیر مسلم اور مرتد و زندیق کو شریک کرنا جائز نہیں، اگر شریک کرلیا تو پھر کسی کی بھی قربانی نہ ہوگی۔مسلمانوں پر دوبارہ کرنا واجب اور ضروری

ہے۔(طحطاوی علی الدر۴/ ۱۶۶، ط: رشیدیہ)

مسئلہ : اگر قربانی میں کوئی حصے دار اپنا حصہ کسی مرحوم کی جانب سے کرنا چاہے تو اس کی صورت یہ ہوگی کہ وہ نیت تو اپنی طرف سے قربانی کی کرلے اور ثواب مرحوم کو بخش دے۔

(امداد الاحکام ۴/ ۲۳۳، ط: دار العلوم)

مسئلہ : اگر کوئی صاحبِ نصاب شخص اپنے کسی مرحوم کی طرف سے قربانی کی نیت کرلے تو اِس قربانی سے اس کے ذمہ جو قربانی ہے وہ ساقط نہ ہوگی بلکہ اس کو اپنی طرف سے دوسری قربانی کرنی پڑے گی البتہ اپنی طرف سے قربانی کی نیت کرنے کے بعد اس کا ثواب اپنے مرحومین میں سے کسی کو بخش سکتا ہے۔البتہ بہتر یہ ہے کہ ایک نفلی قربانی کر کے سب مرحومین کو ثواب بخش دے۔(اعلاء السنن، ۱۷/ ۲۰۹، ط: ادارۃ القرآن)

مسئلہ : اگر قربانی کے جانور میں غلطی سے سات سے زیادہ افراد شریک ہو جائیں تو دو صورتیں ہیں: (۱) اگر قربانی ذبح کرنے سے پہلے پہلے پتہ چل گیا تو زائد افراد اپنے حصے کی قیمت بقیہ شرکاء سے وصول کر کے الگ ہو جائیں۔(۲) اور اگر سات سے زائد افراد کی جانب سے قربانی کر لی گئی تو ان سب کی قربانی باطل ہو جائے گی اور اس کی جگہ ایامِ قربانی میں قربانی کرنا ضروری ہے، اور ایامِ قربانی گزرنے کے بعد ہر ایک پر ایک متوسط قربانی کی قیمت کا تصدق ضروری ہے۔(الشامیۃ ۶/ ۳۰۶، ط: سعید)

مسئلہ : قربانی کے سات حصہ داروں میں سے کسی کے لیے جانور ذبح کرنے یا گوشت وغیرہ بنانے کی اجرت لینا جائز نہیں۔(احسن الفتاوی، ۷/ ۵۱۸، ط: سعید)

غیر مقلدین اور مرزائی کی شرکت

غیر مقلدین کے نزدیک اگر حصہ داروں میں مرزائی شریک ہو تو قربانی جائز ہے۔

(فتاویٰ علماءِ اہلِ حدیث ۱۳/ ۸۹، بحوالہ رسائل ۳/ ۳۸۴)

مطالبہ : پوری امت کے اتفاق کے خلاف غیر مقلدین کے مولویوں نے جو جواز کا فتویٰ دیا ہے وہ فتویٰ جس آیت اور حدیث میں صراحۃً موجود ہے وہ صریح آیت اور صحیح صریح غیر معارض حدیث بتائیں، یا اپنے مولویوں کے ضال مضل ہونے کا اعلان کریں۔

قربانی کے آداب اور مستحبات

مسئلہ : مستحب یہ ہے کہ قربانی کا جانور خوب فربہ بہت خوب صورت اور بڑی جسامت کا ہو۔ نیز بکروں اور دنبوں میں سب سے بہتر سینگوں والا سفید یا چتکبرا خصی مینڈھا ہے۔

(بدائع ۵/ ۸۰، ط: رشیدیہ قدیم)

مسئلہ : ایامِ قربانی سے پہلے خرید کر گھر میں پالنا، ہار پہنانا، جھول ڈالنا، قربان گاہ کی طرف نرمی سے ہنکانا، تیز دار آلہ سے ذبح کرنا، ذبح کے بعد پوری جان نکلنے اور ٹھنڈا ہو جانے تک گوشت پوست نہ اتارنا، اپنے ہاتھ سے ذبح کرنا یا دوسرے سے ذبح کروا کر خود وہاں موجود رہنا وغیرہ امور بہتر اور افضل ہیں۔

(بدائع ۵/ ۷۸ تا ۸۰، ط: رشیدیہ قدیم، مسند احمد، اعلاء السنن ۱۷/ ۲۷۱، ط: ادارۃ القرآن)

مسئلہ : مستحب اور بہتر ہے کہ جانور کو قبلہ رخ لٹانے کے بعد یہ دعا پڑھے:

اِنِّی وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِی فَطَرَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ حَنِیْفًا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ إِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ لَا شَرِیْکَ لَهٗ وَبِذٰلِکَ أُمِرْتُ وَأَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ ۔

(رواہ احمد وابوداؤد وابن ماجہ والدارمی، مشکوۃ ۱۲۸، ط: قدیمی)

اور جب بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہہ کر ذبح کر چکے تو یہ دعا پڑھے :

اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْهُ مِنِّی کَمَا تَقَبَّلْتَ مِنْ حَبِیْبِکَ مُحَمَّدٍ وَّخَلِیْلِکَ

اِبْرَاھِیْمَ عَلَیْھِمَا السَّلَام.

قربانی کے مکروہات

(۱) لوہے کے بغیر کسی دوسرے آلہ سے ذبح کرنا یا کند چھری سے ذبح کرنا۔

(الہندیہ۵/۳۰۰، ط: رشیدیہ، الشامیہ۶/۲۹۶، ط: سعید)

(۲) جانور کولٹانے کے بعد چھری تیز کرنا یا اس کے سامنے تیز کرنا۔

(الشامیہ۶/۲۹۶، ط: سعید)

(۳) ٹھنڈا ہونے سے پہلے سر کاٹنا یا کھال اتارنا، گدی کی طرف سے ذبح کرنا۔

(الشامیہ۶/۲۹۶، ط: سعید)

(۴) قبلہ رخ ہوئے بغیر ذبح کرنا اور چھری حرام مغز تک پہنچانا یا گردن کاٹ کر الگ کرنا۔ (الشامیہ۶/۲۹۶، ط: سعید)

(۵) ذبح سے پہلے قربانی کے لیے خریدے ہوئے جانور کے بال کاٹنا، اس پر سوار ہونا، بوجھ لادنا، اسے کرایہ پر چلانا وغیرہ، غرض اس کے کسی جزء سے انتفاع مکروہ وممنوع ہے۔

(الہندیہ۵/۳۰۰، ط: رشیدیہ)

(۶) اس کا دودھ دوہنا اور گوبر کا استعمال کرنا، البتہ اگر جانور کو گھر میں باندھ کر چارہ کھلایا جائے تو اس کا دودھ اور گوبر اسی کی ملکیت ہے، صدقہ کرنے کے بجائے اپنے استعمال میں لا سکتے ہیں۔ (الہندیہ ۵/۳۰۱، ط: رشیدیہ)

(۷) جانور کے رسے اور جھول کو اپنے استعمال میں لانا بھی مکروہ اور ممنوع ہے، ان چیزوں کا صدقہ کرنا ضروری ہے۔ (بدائع ۵/۸۱، ط: رشیدیہ، الشامیہ۶/۳۲۸، ط: سعید)

(۸) رات کے وقت ذبح کرنا، یہ کراہیت صرف فعل میں ہے قربانی بلا کراہیت ادا ہوگی۔ (الشامیہ، اعلاء السنن ۱۷/۲۷۵، ط: ادارۃ القرآن)

متفرق مسائل

مسئلہ : جانور کے ذبح کرنے میں چار رگیں کاٹی جاتی ہیں۔

(الف) حلقوم یعنی سانس کی نالی جسکو نرخرہ کہتے ہیں۔

(ب) مری یعنی کھانے پینے کی نالی۔

(ج،د) ودجین یعنی شہ رگ جو حلقوم و مری کے دائیں بائیں ہوتی ہیں اگر ذبح کے وقت یہ چاروں نہ کٹ سکیں تو حلال ہونے کے لیے ان میں سے تین کا کٹ جانا بھی کافی ہے۔(الشامیہ ۶/۲۹۴، ط:سعید)

مسئلہ : ذبح فوق العقدہ کی صورت میں چونکہ یہ رگیں کٹ جاتی ہیں اس لیے جانور حلال ہے۔(امداد الفتاویٰ ۳/۵۳۹، ط:ادارۃ القرآن)

مسئلہ : حلال جانور کے درج ذیل اجزاء حرام ہیں :

(الف) بہتا خون (ب) ذکر

(ج) مادہ کا فرج (د) مثانہ

(و) غدود (ہ) خصیے

(س) پتہ (الشامیہ ۶/۳۱۱، ط:سعید)

مسئلہ : اوجھڑی کھانا جائز ہے۔(الشامیہ ۶/۳۱۱، ط:سعید)

مسئلہ : قربانی کے جانور کے دودھ، اون اور گوبر سے نفع اٹھانا درج ذیل صورتوں میں جائز ہے:

(۱) جانور گھر کا پالتو ہو۔(۲) جانور خریدا ہو مگر خریدتے وقت قربانی کی نیت نہ ہو۔

(۳) قربانی کی نیت سے خریدا ہو مگر اس کی گزر باہر چرنے پر نہ ہو، بلکہ مالک اس کو اپنا چارہ کھلاتا ہو۔(احسن الفتاویٰ ۷/۴۷۸، ط:سعید)

مسئلہ : کسی نے دوسرے کے جانور کوانجانے میں ذبح کردیا تو اس کی دو صورتیں ہیں:

(۱) اگر مالک نے ذبح شدہ جانور لے لیا اور تاوان وصول نہ کیا تو مالک کی طرف سے قربانی ہوجائے گی۔

(۲) اگر مالک نے ذبح شدہ جانور نہ لیا بلکہ تاوان وصول کیا تو اس صورت میں مالک کی طرف سے قربانی ادا نہ ہوگی بلکہ ذبح کرنے والے کی طرف سے ادا ہوجائے گی۔

(الشامیہ ۹/۵۴۶، ط: رشیدیہ)

گوشت اور چرم (کھال) کے مسائل

مسئلہ : مستحب یہ ہے کہ قربانی کے گوشت کے تین حصے کرے، ایک حصہ عام مساکین کے لیے دوسرا حصہ اعزہ واقارب کے لیے اور تیسرا اپنے اور اپنے اہل وعیال کے لیے، البتہ اگر سارا گوشت خود رکھنا چاہے تو بھی جائز ہے۔ (الہندیہ ۵/۳۰۰، ط: رشیدیہ)

مسئلہ : قربانی کا گوشت ذمی کافر کو بھی دے سکتے ہیں۔

(الہندیہ ۵/۳۰۰، ط: رشیدیہ)

مسئلہ : قصاب کی اجرت میں اور زکوٰۃ میں گوشت وغیرہ کا کوئی جزء دینا جائز نہیں۔

(الہندیہ ۵/۳۰۱، ط: رشیدیہ، بخاری، مسلم، اعلاء السنن ۱۷/۲۶۰، ط: ادارۃ القرآن)

مسئلہ : اپنی قربانی کا گوشت بیچنا جائز نہیں، اگر بیچ دیا تو اس رقم کا استعمال حرام ہے، ساری رقم کسی مسکین کو دینا ضروری ہے۔

البتہ کسی کو اگر کسی اور نے اپنی قربانی کا گوشت دیا ہے اور اِس نے وہ گوشت بیچ دیا تو اس کے لیے بیچنا اور اس رقم کا استعمال کرنا جائز ہے۔ (احسن الفتاوی)

مسئلہ : اگر نوکر یا ملازم کا کھانا اس کی تنخواہ کا حصہ ہو یعنی اس کا کھانا بھی تنخواہ میں شمار

کیا جاتا ہوتو ایسے ملازم یا نوکر کو قربانی کا گوشت کھانے میں دینا جائز نہیں، البتہ اگر یہ صورت اختیار کی جائے کہ اس کو ان دنوں کے کھانے کی قیمت دیدے تو پھر کھلانا جائز ہوگا۔ البتہ جن کا کھانا اجرت اور تنخواہ کا حصہ نہیں اس کو کھلانا جائز ہے۔(احسن الفتاویٰ ۷/۴۹۴، ط: سعید)

مسئلہ : میت کی وصیت پر تہائی مال سے قربانی کی تو پورا گوشت پوست، مساکین پر صدقہ کرنا واجب ہے۔(الشامیہ ۶/ ۳۳۵، ط: سعید)

مسئلہ : شرکاء پر واجب ہے کہ قربانی کا گوشت تول کر تقسیم کریں، اندازہ سے تقسیم کرنا جائز نہیں، البتہ اگر سری یا پائے، کلے یا کھال کے ٹکڑے کر کے ہر حصہ پر ایک ایک ٹکڑا رکھ دیا تو وزن کرنا ضروری نہیں اندازہ سے بھی تقسیم کر سکتے ہیں۔(الشامیہ ۶/ ۳۱۷، ۳۱۸، ط: سعید)

مسئلہ : اگر تمام شرکاء ایک گھر کے افراد ہوں جن کا کھانا پینا مشترک ہو تو پھر گوشت کی تقسیم ضروری نہیں۔(احسن الفتاویٰ ۷/ ۵۰۰، ط: سعید)

مسئلہ : اگر تمام شرکاء باہمی رضامندی سے تقسیم سے پہلے مشترک طور پر سارا گوشت یا اس کا کوئی حصہ صدقہ کرنا چاہیں تو کر سکتے ہیں۔(احسن الفتاویٰ ۷/ ۵۰۷، ط: سعید)

مسئلہ : قربانی کی کھال میں مالک کو اختیار ہے، چاہے صدقہ کر دے یعنی کسی مسکین یا مالدار کو دے دے یا اپنے استعمال میں لے آئے یعنی اس سے مصلّٰی، مشکیزہ، ڈول، دسترخوان، جوتے، موزے وغیرہ بنائے یا اس کے عوض ایسی چیز خریدے جسے استعمال کے لیے خرچ نہیں کرنا پڑتا بلکہ باقی رکھتے ہوئے اس سے نفع اٹھایا جا سکتا ہو مثلاً کتاب، قلم، کپڑا، برتن وغیرہ، خریدنے کے بعد یہ چیزیں بھی بحکم گوشت وکھال کے ہو جاتے ہیں، چاہے خود استعمال کرے چاہے بیچ کر اس کی رقم مساکین پر صدقہ کر دے۔

(فتح القدیر ۸/ ۴۳۶، ط: رشیدیہ قدیم، الشامیہ ۶/ ۳۲۸، ط: سعید، اعلاء السنن ۱۷/ ۲۵۹، ط: ادارۃ القرآن)

مسئلہ : گوشت کی طرح کھال میں بھی سب شرکاء شریک ہوتے ہیں لہٰذا دوسروں کے حصے ان کی رضا سے خود رکھے یا کسی کو دے۔

مسئلہ : کھال اتارنے میں بے احتیاطی کی وجہ سے کھال میں سوراخ کر کے اسے بے کار اور کم قیمت بنانا جائز نہیں۔ (الہندیہ ۴/ ۳۳۸، ط: رشیدیہ)

مسئلہ : کھال اتارنے سے پہلے کھال بیچنا جائز نہیں۔ (الہندیہ ۳/ ۱۲۹، ط: رشیدیہ)

مسئلہ : زکوۃ، صدقہ فطر اور قربانی کی کھال کی رقم مسجد، مدرسہ، شفا خانہ یا کسی بھی قسم کے رفاہی ادارے کی تعمیر میں لگانا جائز نہیں کیونکہ ان تمام چیزوں کا فقیر کی ملکیت میں دینا ضروری ہے اور یہاں تملیکِ فقیر نہیں پائی جاتی۔ البتہ مدرسہ میں پڑھنے والے مستحقین زکوٰۃ طلبہ کے طعام وغیرہ پر خرچ کی جاسکتی ہے۔ (احسن الفتاویٰ، ۷/ ۴۹۵)

مسئلہ : کھال کے بہترین مصارف یہ ہیں۔

(الف) رشتہ دار نیک مسکین

(ب) مجاہدین اسلام

(د) دینی مدارس کے طلبہ

(الہندیہ ۱/ ۱۸۷، ط: رشیدیہ)

قربانی کی کھالوں کا بہترین مصرف

حضرت مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ''مدارس اسلامیہ کے غریب اور نادار طلباء ان کھالوں کا بہترین مصرف ہیں کہ اس میں صدقہ کا ثواب بھی ہے، احیاءِ دین کی خدمت بھی۔ (جواہر الفقہ ۱/ ۴۵۲)

عید الاضحیٰ کے دن مسنون ومستحب اعمال

(۱) صبح سویرے اٹھنا

(۲) غسل کرنا

(۳) حسبِ استطاعت عمدہ سے عمدہ کپڑے پہننا

(۴) مسواک کرنا اور خوشبو لگانا

(۵) عید کی نماز عیدگاہ میں پڑھنا، بلاعذر شہر کی مسجد میں نہ پڑھنا، بارش وغیرہ اعذار کی بنا پر مسجد میں بھی پڑھنا بلاکراہت درست ہے۔

(۶) عیدگاہ میں سویرے جانا

(۷) پیدل جانا

(۸) جس راستے سے جائے اس کے سوا دوسرے راستے سے واپس آنا

(۹) تکبیرِ تشریق پڑھتے ہوئے آنا اور جانا

(۱۰) عیدالاضحیٰ کی نماز میں جلدی کرنا بخلافِ عیدالفطر

عیدین کی نماز اور متفرق مسائل

نماز کا طریقہ : نیت کر کے ہاتھ باندھ لیں اور ثناء پڑھ کر قرأۃ شروع کرنے سے پہلے تین مرتبہ اللہ اکبر کہیں اور ہر مرتبہ مثل تکبیر اول کے دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھائیں اور بعد تکبیر کے ہاتھ لٹکا دیں اور ہر تکبیر کے بعد اتنی دیر تک وقفہ کریں کہ تین مرتبہ **سبحان ربی الاعلی** کہہ سکیں، تیسری تکبیر کے بعد ہاتھ نہ لٹکائیں بلکہ باندھ لیں اور **اعوذ باللہ** اور **بسم اللہ** پڑھ کر سورۃ فاتحہ اور کوئی سورت پڑھ کر حسبِ دستور رکوع، سجدہ کر کے کھڑے ہو جائیں اور دوسری رکعت میں پہلے کی طرح سورۃ فاتحہ اور کوئی سورۃ پڑھ لیں اور اس کے بعد تین تکبیریں پہلی رکعت کی طرح کہیں لیکن یہاں تیسری تکبیر کے بعد ہاتھ نہ باندھیں بلکہ لٹکائے رکھیں اور تکبیر کہہ کر رکوع میں جائیں۔ (امور متفرقہ فی طحاوی، طبرانی، مصنف ابن عبد الرزاق، مسند احمد، ابوداؤد، مصنف ابن ابی شیبہ، مراقی الفلاح وشامیہ)

مسئلہ : نماز کے بعد امام دو خطبے منبر پر کھڑے ہو کر پڑھے۔

(ابن ماجہ ۹۱، ط: قدیمی بخاری ۱/۱۳۱، مسلم ۱/۲۸۹، ط: قدیمی)

مسئلہ : عیداور جمعہ اکٹھے ہوجائیں تو بھی دونوں نمازیں پڑھی جائیں گی، نیز دونوں میں سبح اسم ربک الاعلی اورھل اتک حدیث الغاشیة پڑھناافضل ہے۔

(مسلم ۱/ ۲۸۸، ط:قدیمی)

مسئلہ : جہاں عید کی نماز پڑھی جائے وہاں اس دن اور کوئی نفل نماز پڑھنا مکروہ ہے نماز سے پہلے بھی اور بعد میں بھی، ہاں بعد نماز عید کے گھر میں آ کر نفل نماز پڑھنا مکروہ نہیں اور نماز عید سے پہلے گھر اور عیدگاہ دونوں میں مکروہ ہے۔

(بخاری ۱/ ۱۳۵، ط: قدیمی، مسلم ۱/ ۲۹۱، ط: قدیمی، ابن ماجہ ۹۲، ط: قدیمی)

مسئلہ : اگر کوئی شخص عید کی نماز میں ایسے وقت آ کر شریک ہوا کہ امام تکبیروں سے فارغ ہو چکا تھا تو اگر قیام میں آ کر شریک ہوا ہے تو فوراً نیت باندھنے کے بعد تین زائد تکبیریں کہہ لے اگر چہ امام قرأت شروع کر چکا ہو اور اگر رکوع میں آ کر شریک ہوا ہے تو اگر غالب گمان ہو کہ تکبیروں سے فراغت کے بعد امام رکوع میں مل جائے گا تو زائد تکبیریں کہہ کر رکوع میں جائے اگر رکوع نہ ملنے کا خوف ہے تو رکوع میں شریک ہو جائے اور حالتِ رکوع میں بجائے تسبیح کے تکبیریں کہہ لے مگر حالتِ رکوع میں تکبیریں کہتے وقت ہاتھ نہ اٹھائے اور اگر قبل اس کے کہ پوری تکبیریں کہہ چکے امام رکوع سے سر اٹھالے تو یہ بھی کھڑا ہو جائے اور جس قدر تکبیریں رہ گئی ہیں وہ اس سے معاف ہیں۔(الشامیہ ۳/ ۶۴، ۶۵، ط: رشیدیہ)

مسئلہ : اگر کسی کی ایک رکعت عید کی نماز میں گزر جائے تو جب وہ اس کو ادا کرنے لگے تو پہلے قرأت کرے اس کے بعد تکبیر کہے اگر چہ قاعدہ کے موافق پہلے زائد تکبیریں کہنی چاہیے تھیں لیکن چونکہ اس طریقے سے دونوں رکعتوں میں تکبیریں پے در پے ہو جاتی ہیں اور یہ کسی صحابی رضی اللہ عنہ کا مذہب نہیں ہے اس لئے اس کے خلاف حکم دیا گیا ہے۔

(الشامیہ ۳/ ۶۴، ۶۵، ط: رشیدیہ)

مسئلہ: اگر امام زائد تکبیریں کہنا بھول جائے اور رکوع میں اس کو خیال آئے تو اس کو

چاہیے کہ حالت رکوع میں زائد تکبیریں کہہ لے پھر قیام کی طرف نہ لوٹے اور اگر لوٹ جائے تب بھی جائز ہے یعنی نماز فاسد نہ ہوگی لیکن ہر حال میں بوجہ کثرت ازدحام کے سجدہ سہو نہ کرے۔(الشامیہ۲/۶۵ ،ط:رشیدیہ)

مسئلہ: عید کی نماز کے لئے اذان واقامت نہیں۔(رواہ مسلم،مشکوٰۃ ۱۲۵،ط:قدیمی)

نمازِ عیداور زائد تکبیریں

نمازِ عید میں زائد تکبیریں صرف چھ ہیں ،تین پہلی رکعت میں قرأت سے پہلے اور تین دوسری رکعت میں قرأت کے بعد۔

دلیل نمبر۱: قاسم ابوعبدالرحمٰن بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ میں سے بعض نے فرمایا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو عید کی نماز پڑھائی تو (بشمول تکبیرِ رکوع کے) چار چار تکبیریں کہیں اور نماز سے فارغ ہونے کے بعد ہماری طرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ یہ جنازے کی تکبیروں کی طرح ہیں اسے نہ بھولو اور انگوٹھا بند کر کے چار انگلیوں سے اشارہ فرمایا۔

تنبیہ : یہ حدیث مقبول اور صالح للا حتجاج ہے امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ اس کو نقل کر کے فرماتے ہیں:**فهذا حديث حسن الاسناد وعبد الله ابن يوسف ويحيى بن حمزة والوضين والقاسم كلهم اهل رواية معروفون بصحة الرواية** (شرح معانی الآثار ۲/۳۷۱،ط:حقانیہ)

دلیل نمبر۲: حضرت ابوموسیٰ اشعری اور حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہما نے بھی رسول اللہ ﷺ کی نماز کا یہی طریقہ روایت کیا ہے۔ (مشکوۃ ۱۲۶،ط:قدیمی،مسند احمد۴/۴۱۶،ابو داؤد ۱/۱۶۳،طحاوی۲/ ۲۳۹،بحوالہ رسائل۴/ ۷۷)

دلیل نمبر۳: اجماعِ صحابہ رضی اللہ عنہم: خلیفہ ثانی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں نمازِ جنازہ کی تکبیرات میں اختلاف کو رفع کرنے کے لیے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے خلیفہ راشد کی سرپرستی میں

متفقہ طور پر یہ فیصلہ کیا کہ تکبیراتِ جنازہ تعداد میں تکبیراتِ عیدین کی طرح ہوں گی یعنی جس طرح عیدین میں (بشمول تکبیرِ رکوع) ایک رکعت میں چار تکبیریں ہیں اسی طرح جنازے میں بھی چار تکبیریں ہوں گی۔

(شرح معانی الآثار ۱/۳۱۹، ط: حقانیہ)

سند اجماع: اس اجماعِ صحابہ کی سند کے تمام راوی ثقہ اور مقبول ہیں۔

(۱) فهد كان ثقة. (حاشیہ شرح معانی الآثار ۱/۱۱، ط: حقانیہ)

(۲) علی بن معبد فكبير ثقة. (میزان الاعتدال ۳/۱۵۴، ط: دار الفکر)

(۳) عبيد الله بن عمرو ثقة فقيه. (حاشیہ شرح معانی الآثار ۱/۱۳۹)

(۴) زيد بن ابی انيسة ثقة. (حاشیۃ الطحاوی ۱/۱۰۱)

(۵) حماد و ابراهيم اظهر من الشمس (كمالا يخفى على من له المعرفة بالرجال)

دلیل نمبر ۴: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے سعید ابن العاص رضی اللہ عنہ کے سوال کے جواب میں حضرت حذیفہ و ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہم کی موجودگی میں فرمایا کہ (نمازِ عید کا طریقہ یہ ہے کہ) چار تکبیریں (بشمول تکبیرِ تحریم) کہہ کر قرأت کریں پھر تکبیر اور رکوع کریں، دوسری رکعت میں قرأت کے بعد (بشمول تکبیرِ رکوع) چار تکبیریں کہیں۔

(آثار السنن ۲۸۰، ط: رحمانیہ) قال النيموی رحمه الله تعالىٰ اسناده صحيح.

سوال: ان احادیث کے خلاف جن حدیثوں میں بارہ زائد تکبیرات کا ذکر ہے ان کی کیا حقیقت ہے؟

جواب: محدثین حضرات ان کے دو جواب دیتے ہیں۔

(۱) یہ ان روایات کے مقابلے میں کمزور ہیں جن میں صرف چھ زائد تکبیروں کا ذکر ہے۔

محدثِ کبیر امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ چھ زائد تکبیروں کی روایات کو ترجیح دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

كلهم اهل رواية معروفون بصحة الرواية ليس كمن روينا عنه الآثار

الاول فان كان هذا الباب من طريق صحة الاسناد يؤخذ فان هذا اولىٰ ان يؤخذبه. (شرح معانی الآثار ۲/ ۳۷۱،ط:حقانیه)

(۲) بارہ زائد تکبیروں والی روایات منسوخ ہیں، دلیلِ نسخ یہ ہے کہ یہ قاعدہ ہے کہ جس مسئلہ پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اتفاق ہوجائے تو اس کے خلاف احادیث منسوخ سمجھی جاتی ہیں اگرچہ ان کے نقل کرنے والے بھی خود یہی صحابہ کرام ہی ہوں جیسے جنازہ میں چار تکبیروں کی تعیین اور حدِ خمر میں توقیت اور ترکِ بیع امہات الاولاد، ان حضرات کے اتفاق و اجماع سے ثابت ہے اور روایاتِ مختلفہ منسوخ ہیں۔

قال الامام الطحاوی رحمه الله تعالىٰ: وما فعلوا من ذلک واجمعوا عليه بعد النبی ﷺ فهو ناسخ لما قد كان فعله النبی ﷺ .

(شرح معانی الاثار ۱/ ۳۱۹،ط:حقانیه)

اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو آپ ﷺ اور رضی الله عنهم و رضو عنه کا خطاب پانے والے نفوسِ مطہرہ کی پیروی کی توفیق عطاء فرمائیں۔

سوالاتِ منتظرہ: جو لوگ نہ مجتہد ہیں اور نہ ہی کسی مجمع علیہ مجتہد کے مقلد بلکہ آوارہ اور لامذہب ہیں ان سے صرف تین سوال:

(۱) نمازِ عید کی زائد تکبیروں میں رفعِ یدین فرض ہے یا سنت؟ جواب صحیح، صریح، غیر معارض، مرفوع حدیث سے دینا آپ کا فرضِ منصبی ہے، تکبیراتِ نماز پر قیاس کر کے شیطان بننے کی ضرورت نہیں۔

(۲) نمازِ عید میں خواتین کا بلند آواز سے آمین نہ کہنا اور مردوں کا کہنا، یہ فرق اگر حدیث میں ہے تو بتائیں، استنباط اور قیاس کی اجازت نہیں۔

(۳) عید میں اشتہارات اور دیگر ذرائع ابلاغ سے خواتین کو نہایت اہتمام کے ساتھ عید گاہ میں لانا جبکہ پنج وقتہ فرض نمازوں میں یہ اہتمام نظر نہیں آتا، دونوں میں فرق جس حدیث سے

ثابت ہے اس کا حوالہ ضروری ہے۔